128530 - جشن عيد ميلاد النبى جيسى بدعات كو اچھا سمجھنے والے كا رد

سوال

برائے مہربانی درج ذيل موضوع كے متعلق معلومات مہيا كريں:
عيد ميلاد النبى صلى اللہ عليہ وسلم كے موضوع ميں لوگ دو گروہوں ميں بٹے ہوئے ہيں، ان ميں سے ايك گروہ تو كہتا ہے كہ يہ بدعت ہے كيونكہ نہ تو يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں منائى گئى اور نہ ہى صحابہ كے دور ميں اور نہ تابعين كے دور ميں.
اور دوسرا گروہ اس كا رد كرتے ہوئے كہتا ہے كہ: تمہيں جو كوئى بھى يہ كہتا ہے كہ ہم جو كچھ بھى كرتے ہيں وہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں يا پھر صحابہ يا تابعين كے دور ميں پاياگيا ہے، مثلا ہمارے پاس علم رجال اور جرح و تعديل نامى اشياء ايسى ہيں اور ان كا انكار بھى كوئى شخص نہيں كرتا حالانكہ انكار ميں اصل يہ ہے كہ وہ بدعت نئى ايجاد كردہ ہو اور اصل كى مخالف ہو.
اور جشن عيد ميلاد النبى صلى اللہ عليہ وسلم كى اصل كہاں ہے جس كى مخالفت ہوئى ہے، اور بہت سارے اختلافات اس موضوع كے گرد گھومتے ہيں ؟
اسى طرح وہ اس كو دليل بناتے ہيں كہ ابن كثير رحمہ اللہ نے جشن ميلاد منانے كو صحيح كہا ہے، اس ليے آپ اس سلسلہ ميں شرعى دلائل كے ساتھ حكم واضح كريں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

سب سے پہلى بات تو يہ ہے كہ علماء كرام كا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى تاريخ پيدائش ميں اختلاف پايا جاتا ہے اس ميں كئى ايك اقوال ہيں جنہيں ہم ذيل ميں پيش كرتے ہيں:

چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ كى رائے ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى پيدائش سوموار كے دن دو ربيع الاول كو پيدا ہوئے تھے.

اور ابن حزم رحمہ اللہ نے آٹھ ربيع الاول كو راجح قرار ديا ہے.

اور ايك قول ہے كہ: دس ربيع الاول كو پيدا ہوئے، جيسا كہ ابو جعفر الباقر كا قول ہے.

اور ايك قول ہے كہ: نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى پيدائش بارہ ربيع الاول كو ہوئى، جيسا كہ ابن اسحاق كا قول ہے.

اور ايك قول ہے كہ: نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى پيدائش رمضان المبارك ميں ہوئى، جيسا كہ ابن عبد البر نے زبير بكّار سے نقل كيا ہے.

ديكھيں: السيرة النبوية ابن كثير (199 - 200).

ہمارے علم كے ليے علماء كا يہى اختلاف ہى كافى ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے محبت كرنے والے اس امت كے سلف علماء كرام تو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى پيدائش كے دن كا قطعى فيصلہ نہ كر سكے، چہ جائيكہ وہ جشن ميلاد النبى صلى اللہ عليہ وسلم مناتے، اور پھر كئى صدياں بيت گئى ليكن مسلمان يہ جشن نہيں مناتے تھے، حتى كہ فاطميوں نے اس جشن كى ايجاد كى.

شيخ على محفوظ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" سب سے پہلے يہ جشن فاطمى خلفاء نے چوتھى صدى ہجرى ميں قاہر ميں منايا، اور انہوں نے ميلاد كى بدعت ايجاد كى جس ميں ميلاد النبى صلى اللہ عليہ وسلم، اور على رضى اللہ تعالى عنہ كى ميلاد، اور فاطمة الزہراء رضى اللہ تعالى عنہا كى ميلاد، اور حسن و حسين رضى اللہ تعالى عنہما، اور خليفہ حاضر كى ميلاد، منانے كى بدعت ايجاد كى، اور يہ ميلاديں اسى طرح منائى جاتى رہيں حتى كہ امير لشكر افضل نے انہيں باطل كيا.

اور پھر بعد ميں خليفہ آمر باحكام اللہ كے دور پانچ سو چوبيس ہجرى ميں دوبارہ شروع كيا گيا حالانكہ لوگ تقريبا اسے بھول ہى چكے تھے.

اور سب سے پہلا شخص جس نے اربل شہر ميں ميلاد النبى صلى اللہ عليہ وسلم كى ايجاد كى وہ ابو سعيد ملك مظفر تھا جس نے ساتويں صدى ہجرى ميں اربل كے اندر منائى، اور پھر يہ بدعت آج تك چل رہى ہے، بلكہ لوگوں نے تو اس ميں اور بھى وسعت دے دى ہے، اور ہر وہ چيز اس ميں ايجاد كر لى ہے جو ان كى خواہش تھى، اور جن و انس كے شياطين نے انہيں جس طرف لگايا اور جو كہا انہوں وہى اس ميلاد ميں ايجاد كر ليا " انتہى

ديكھيں: الابداع مضار الابتداع (251).

دوم:

سوال ميں ميلاد النبى كے قائلين كا يہ قول بيان ہوا ہے كہ:

جو تمہیں کہے کہ ہم جو بھی کرتے ہیں اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عہد صحابہ یا تابعین میں پایا جانا ضروری ہے "

اس شخص کی یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی بات کرنے والے شخص کو تو بدعت کے معنی کا ہی علم نہیں جس بدعت سے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کا بہت ساری احادیث میں حکم دے رکھا ہے؛ اس قائل نے جو قاعدہ اور ضابطہ ذکر کیا ہے وہ تو ان اشیاء کے لیے ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہیں یعنی اطاعت و عبادت میں یہی ضابطہ ہو گا.

اس لیے کسی بھی ایسی عبادت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنا جائز نہیں جو ہمارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کی، اور یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں بدعات سے منع کیا ہے اسی سے مستنبط اور مستمد ہے، اور بدعت اسے کہتے ہیں کہ: کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اس نے ہمارے لیے مشروع نہیں کی، اسی لیے حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے:

" ہر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرنے نے نہیں کی تم بھی اسے مت کرو "

یعنی: جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دین نہیں تھا، اور نہ ہی اس کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا تو اس کے بعد بھی وہ دین نہیں بن سکتا "

پھر سائل نے جو مثال بیان کی ہے وہ جرح و تعدیل کے علم کی ہے، اس نے کہا ہے کہ یہ بدعت غیر مذموم ہے، جو لوگ بدعت کی اقسام کرتے ہوئے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ کہتے ہیں ان کا یہی قول ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، بلکہ تقسیم کرنے والے تو اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر اسے پانچ قسموں میں تقسیم کرتے ہوئے احکام تکلیفیہ کی پانچ قسمیں کرتے ہیں:

وجوب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ عزبن عبد السلام رحمہ اللہ یہ تقسیم ذکر کیا ہے اور ان کے شاگرد القرافی نے بھی ان کی متابعت کی ہے.

اور شاطبی رحمہ اللہ قرافی کا اس تقسیم پر راضی ہونے کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ تقسیم اپنی جانب سے اختراع اور ایجاد ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ اس کا نفس متدافع ہے؛ کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو نہ تو نصوص میں اور نہ ہی قواعد میں، کیونکہ اگر کوئی ایسی شرعی دلیل ہوتی جو وجوب یا مندوب یا مباح وغیرہ پر دلالت کرتی تو پھری کوئی بدعت ہوتی ہی نہ، اور عمل سارے ان عمومی اعمال میں شامل ہوتے جن کا حکم دیا گیا ہے یا پھر جن کا اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ ان اشیاء کو بدعت شمار کرنے اور یہ کہ ان اشیاء کے وجوب یا مندوب یا مباح ہونے پر دلائل دلالت کرنے کو جمع کرنا دو منافی

اشیاء میں جمع کرنا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا.

رہا مکروہ اور حرام کا مسئلہ تو ان کا ایك وجہ سے بدعت ہونا مسلم ہے، اور دوسری وجہ سے نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے منع یا کراہت پر کوئی دلیل دلالت کرتی ہو تو پھر اس کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ممکن ہے وہ چیز معصیت و نافرمانی ہو مثلا قتل اور چوری اور شراب نوشی وغیرہ، چنانچہ اس تقسیم میں کبھی بھی بدعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، الا یہ کہ کراہت اور تحریم جس طرح اس کے باب میں بیان ہوا ہے.

اور قرافی نے اصحاب سے بدعت کے انکار پر اصحاب سے جو اتفاق ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے، اور اس نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح نہیں، اور اس کا اختلاف سے متصادم ہونے اور اجماع کو ختم کرنے والی چیز کی معرفت کے باوجود اتفاق ذکر کرنا بہت تعجب والی چیز ہے، لگتا ہے کہ اس نے اس تقسیم میں اپنے بغیر غور و فکر کیے اپنے استاد ابن عبد السلام کی تقلید و اتباع کی ہے.

پھر انہوں نے اس تقسیم میں ابن عبد السلام رحمہ اللہ کا عذر بیان کیا ہے اور اسے " المصالح المرسلة " کا نام دیا ہے کہ یہ بدعت ہے، پھر کہتے ہیں:

" لیکن اس تقسیم کو نقل کرنے میں قرافی کا کوئی عذر نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے استاد کی مراد کے علاوہ اس تقسیم کو ذکر کیا ہے، اور نہ ہی لوگوں کی مراد پر بیان کیا ہے، کیونکہ انہوں نے اس تقسیم میں سب کی مخالفت کی ہے، تو اس طرح یہ اجماع کے مخالف ہوا " انتہی

دیکھیں: الاعتصام (152 - 153).

ہم نصیحت کرتے ہیں کہ آپ کتاب سے اس موضوع کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ رد کے اعتبار سے یہ بہت ہی بہتر اور اچھا ہے اس میں انہوں نے فائدہ مند بحث کی ہے.

عز عبد السلام رحمہ اللہ نے بدعت واجبہ کی تقسیم کی مثال بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

" بدعت واجبہ کی کئی ایك مثالیں ہیں:

پہلی مثال:

علم نحو جس سے کلام اللہ اور رسول اللہ کی کلام کا فہم آئے میں مشغول ہونا اور سیکھنا یہ واجب ہے؛ کیونکہ شریعت کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی حفاظت اس علم کو جانے بغیر نہیں ہو سکتی، اور جو واجب جس کے بغیر پورا نہ ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے.

دوسری مثال:

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے غریب الفاظ اور لغت کی حفاظت کرنا.

تیسری مثال:

اصول فقہ کی تدوین.

چوتھی مثال:

جرح و تعدیل میں کلام کرنا تا کہ صحیح اور غلط میں تمیز ہو سکے، اور شرعی قواعد اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شریعت کی حفاظت قدر متعین سے زیادہ کی حفاظت فرض کفایہ ہے، اور شریعت کی حفاظت اسی کے ساتھ ہو سکتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے " انتہی.

دیکھیں: قواعد الاحکام فی مصالح الانام (2 / 173).

اور شاطبی رحمہ اللہ بھی اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اور عز الدین نے جو کچھ کہا ہے: اس پر کلام وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے، اس میں سے واجب کی مثالیں اسی کے حساب سے ہیں کہ جو واجب جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو تو وہ چیز بھی واجب ہے - جیسا اس نے کہا ہے - چنانچہ اس میں یہ شرط نہیں لگائی جائیگی کہ وہ سلف میں پائی گئی ہو، اور نہ ہی یہ کہ خاص کر اس کا اصل شریعت میں موجود ہو؛ کیونکہ یہ تو مصالح المرسلہ کے باب میں شامل ہے نہ کہ بدعت میں " انتہی.

دیکھیں: الاعتصام (157 ـ 158).

اور اس رد کا حاصل یہ ہوا کہ:

ان علوم کو بدعت شرعیہ مذمومہ کے وصف سے موصوف کرنا صحیح نہیں، کیونکہ دین اور سنت نبویہ کی حفاظت والی عمومی شرعی نصوص اور شرعی قواعد سے ان کی گواہی ملتی ہے اور جن میں شرعی نصوص اور شرعی علوم (کتاب و سنت) کو لوگوں تك صحیح شکل میں پہچانے کا بیان ہوا ہے اس سے بھی دلیل ملتی ہے.

اور یہ بھی کہنا ممکن ہے کہ: ان علوم کو لغوی طور پر بدعت شمار کیا جا سکتا ہے، نا کہ شرعی طور پر بدعت، اور شرعی بدعت ساری مذموم ہی ہیں، لیکن لغوی بدعت میں سے کچھ تو محمود ہیں اور کچھ مذموم.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" شرعی عرف میں بدعت مذ موم ہی ہے، بخلاف لغوی بدعت کے، کیونکہ ہر وہ چیز جو نئی ایجاد کی گئی اور اس کی مثال نہ ہو اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے چاہے وہ محمود ہو یا مذموم " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (13 / 253).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" البدع یہ بدعة کی جمع ہے، اور بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پہلے مثال نہ ملتی ہو، لہذا لغوی طور پر یہ ہر محمود اور مذموم کو شامل ہو گی، اور اہل شرع کے عرف میں یہ مذموم کے ساتھ مختص ہو گی، اگرچہ یہ محمود میں وارد ہے، لیکن یہ لغوی معنی میں ہو گی " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (13 / 340).

اور صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة باب نمر 2حدیث نمبر (7277) پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تعلیق پر شیخ عبد الرحمن البراك حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ تقسیم لغوی بدعت کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن شرع میں ہر بدعت گمراہی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اور اس عموم کے باوجود یہ کہا جائز نہیں کہ کچھ بدعات واجب ہوتی ہیں یا مستحب یا مباح, بلکہ دین میں یا تو بدعت حرام ہے یا پھر مکروہ، اور مکروہ میں یہ بھی شامل ہے جس کے متعلق انہوں نے اسے بدعت مباح کہا ہے: یعنی عصر اور صبح کے بعد مصافحہ کرنے کے لیے مخصوص کرنا " انتہی

اور یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں کسی بھی چیز کے کیے جانے کے اسباب کے پائے جانے اور موانع کے نہ ہونے کو مدنظر رکھنا چاہیے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد اور صحابہ کرام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ دو ایسے سبب ہیں جو صحابہ کرام کے دور میں پائے جاتے تھے جس کی بنا پر صحابہ کرام آپ کا جشن میلاد منا سکتے تھے، اور پھر اس میں کوئی ایسا مانع بھی نہیں جو انہیں ایسا کرنے سے روکتا.

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا تو یہ علم ہوا کہ یہ چیز مشروع نہیں، کیونکہ اگر یہ مشروع ہوتی تو صحابہ کرام اس کی طرف سب لوگوں سے آگے ہوتے اور سبقت لے جاتے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اسی طرح بعض لوگوں نے جو بدعات ایجاد کر رکھی ہیں وہ یا تو عیسی علیہ السلام کی میلاد کی طرح عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیں، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبتا ور تعظیم میں۔ اللہ سبحانہ و تعالی اس محبت اور کوشش کا تو انہیں اجروثواب دے گا نہ کہ اس بدعت پر۔ کہ انہوں نے میلاد النبی کا جشن منانا شروع کر دیا۔ حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں تو اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور پھر کسی بھی سلف نے یہ میلاد نہیں منایا، حالانکہ اس کا مقتضی موجود تھا، اور پھر اس میں مانع بھی کوئی نہ تھا.

اور اگر یہ یقینی خیر و بھلائی ہوتی یا راجح ہوتی تو سلف رحمہ اللہ ہم سے زیادہ اس کے حقدار تھے؛ کیونکہ وہ ہم سے بھی زیادہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتےتھے، اور آپ کی تعظیم ہم سے بہت زیادہ کرتے تھے، اور پھر وہ خیر و بھلائی پر بھی بہت زیادہ حریص تھے.

بلکہ کمال محبت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی جائے، اور آپ کا حکم تسلیم کیا جائے، اور ظاہری اور باطنی طور پر بھی آپ کی سنت کا احیاء کیا جائے، اور جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس کو نشر اور عام کیا جائے، اور اس پر قلبی لسانی اور ہاتھ کے ساتھ جہاد ہو.

کیونکہ مہاجر و انصار جو سابقین و اولین میں سے ہیں کا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور ان کے بعد ان کی پیروی کرنے والے تابعین عظام کا بھی " انتہی

دیکھیں: اقتضاء الصراط (294 ـ 295).

اور یہی کلام صحیح ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو آپ کی سنت پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اور سنت کو سیکھنے اور اسے نشر کرنے اور اس کا دفاع کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے.

لیکن ان بعد میں آنے والوں نے تو اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہوا ہے، اور اس طرح کے جشن منانے کے ساتھ شیطان انہیں دھوکہ دے رہا ہے، ان کا خیال ہے کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، لیکن اس کے مقابلہ میں وہ سنت کے احیاء اور اس پر عمل پیرا ہونے اور سنت نبویہ کو نشر کرنے اور پھیلانے اور سنت کا دفاع کرنے سے بہت ہی دور ہیں.

سوم:

اور اس بحث کرنے والے نے جو کلام ابن کثیر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے کہ انہوں نے جشن میلاد منانا جائز قرار دیا ہے، اس میں صرف ہم اتنا ہی کہیں گے کہ یہ شخص ہمیں یہ بتائے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات کہاں کہی ہے، کیونکہ ہمیں تو ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ کلام کہیں نہیں ملی، اور ہم ابن کثیر رحمہ اللہ کو اس کلام سے بری سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کی بدعت کی معاونت کریں اور اس کی ترویج کا باعث بنیں ہوں.

واللہ اعلم .